بسم اللہ الرحمن الرحیم

حفظ قرآن کے فضائل

جمع وترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا. مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا. اَمَّا بَعۡدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ. (الحجر: ۹)

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

عَنۡ سَہۡلِ بۡنِ مُعَاذٍ الۡجُہَنِیِّ، عَنۡ أَبِیہِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنۡ قَرَأَ الۡقُرۡآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیہِ، أُلۡبِسَ وَالِدَاہُ تَاجًا یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ، ضَوۡءُہُ أَحۡسَنُ مِنۡ ضَوۡءِ الشَّمۡسِ فِی بُیُوتِ الدُّنۡیَا لَوۡ کَانَتۡ فِیکُمۡ، فَمَا ظَنُّکُمۡ بِالَّذِی عَمِلَ بِہٰذَا؟ (سنن ابی داود: ۱۴۵۳)

ترجمہ: حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک سورج کی اس روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جو تمہارے گھروں میں ہوتی ہے اگر وہ تمہارے درمیان ہوتا، (پھر جب اس کے ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو خیال کرو خود اس شخص کا جس نے قرآن پر عمل کیا، کیا درجہ ہوگا"۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يُقَالُ - يَعْنِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ -: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا ۔ (سنن الترمذی: ۲۹۱۴ ومسند احمد: ۲۸۹۹ وابوداود: ۱۴۶۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا۔ اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ پس تیری منزل وہ ہوگی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی“۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔ (سنن الترمذی: ۲۹۱۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ یاد نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے“۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ، فَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔

(سنن الترمذی ۲۹۰۵)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے قرآن پڑھا اور اسے پوری طرح حفظ کرلیا، جس چیز کو قرآن نے حلال ٹھہرایا اسے حلال جانا اور جس چیز کو قرآن نے حرام ٹھہرایا اسے حرام سمجھا تو اللہ اسے اس قرآن کے ذریعہ جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کے خاندان کے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اس (قرآن) کی سفارش قبول کرے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

قرآن کا مقام

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، اس اعتبار سے یہ بھی آخری پیغمبر کی طرح آخری آسمانی کتاب ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اسی طرح قرآن کریم کے بعد کوئی آسمانی وحی کسی پر نازل نہیں ہوگی، اسی لیے قرآن کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے نصیحت قرار دیا: وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ۔ (سورۃ القلم: ۵۲)

اب یہ ہی قرآن کریم قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے کتاب ہدایت اور دستور حیات ہے، جن افراد یا اقوام نے اس سے اپنا تعلق جوڑا، اس سے رہنمائی حاصل کی اور اسے اپنا دستور العمل بنایا، وہ یقیناً دین و دنیا کی سعادتوں سے ہم کنار اور اس سے اعراض و تغافل کرنے والے ذلیل وخوار ہوں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَّ اللهَ يَرفَعُ بِهٰذَا الكِتَابِ أَقوَاماً وَّيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (مسلم: ۸۱۷) ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کچھ دوسروں کو پستی میں دھکیل دیتا ہے۔

یہ سرفرازی ان ہی لوگوں کا مقدر بنتی ہے جو قرآن کے احکام بجالاتے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کے برعکس کردار کے حامل لوگوں کے لیے بالآخر ذلت ورسوائی ہے چنانچہ مسلمانوں کو اللہ نے اسلام کی ابتدائی چند صدیوں میں ہر جگہ سرخ رو کیا اور انھیں بلندیاں عطا کیں کیونکہ وہ قرآن کے حامل اور عامل تھے۔ اس پر عمل کی برکت سے وہ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن کے احکام وقوانین پر عمل کرنے کو اپنی زندگی سے خارج کردیا تب ہی سے ان پر ذلت ورسوائی کا عذاب مسلط ہے۔

قرآن کی حفاظت

قرآن مقدس کو دیگر کتبِ سماوی پر مختلف اعتبارات سے امتیاز حاصل ہے، جن میں سے ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ اس کتاب کی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، ارشادِ خداوندی ہے: "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ" (الحجر: ۹)
ترجمہ: "ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

پچھلی آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ نہیں لی بلکہ اُمتوں کے سپرد کردی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حوادثِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکی؛ بلکہ تحریف وتبدیل کا شکار ہوگئی؛ لیکن اس کتاب کی حفاظت کی ضمانت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے تو اس کی شکلیں بھی ایسی پیدا فرمائی کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اس کا حرف تو حرف اس کے زیر وزبر تک محفوظ ہے۔

حضور اور صحابہ کا قرآن سے تعلق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداً یہی فکر رہتی تھی کہ کسی طرح یہ قرآن اور یہ پیغام الٰہی جلد سے جلد ان کو یاد ہوجائے اور ان کے سینہ میں محفوظ ہوجائے؛ تاکہ وہ اس پیغامِ الٰہی کو جوں کا توں بلاکسی کمی زیادتی اور ردّوبدل کے اپنی امت تک پہونچاسکیں اور وہ بھی

اپنے خداداد حافظہ سے اپنے سینوں میں اسے محفوظ کرلیں؛ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی تھے اسی طرح جس امت کی طرف آپ کی بعثت ہوئی تھی وہ بھی امی (بے پڑھی لکھی) تھی۔

اسی کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ" (الجمعة:۲)

ترجمہ: " وہی ذات ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے؛ انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے؛ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے"۔

جن لوگوں کو پڑھنے لکھنے سے واسطہ نہیں ہوتا ان کا زیادہ تر اعتماد اپنے حافظہ ہی پر ہوتا ہے؛ چنانچہ اہل عرب اپنی حیرت انگیز قوتِ حافظہ کی وجہ سے دنیا بھر میں ممتاز تھے اور انھیں صدیوں تک کی گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے بعد قرآن کریم کی وہ منزلِ ہدایت نصیب ہوئی تھی جسے وہ اپنی زندگی کا سب سے عزیز سرمایہ تصور کرتے تھے، اس لیے انھوں نے اسے یاد رکھنے کے لیے کیا کچھ اہتمام کیا ہوگا اس کا اندازہ ہر وہ شخص کرسکتا ہے جو ان کے مزاج وطبیعت سے واقف ہے، خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کے یاد کرنے اور اس کے حفظ کرنے کے سلسلہ میں اس قدر حریص تھے کہ نزولِ وحی کے وقت آپ اس کے الفاظ کو اسی وقت دہرانے لگتے تھے تاکہ اچھی طرح یاد ہوجائے اور کوئی کلمہ یا حرف دورانِ وحی ان سے چھوٹنے نہ پائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرماکر آپ کو اطمینان دلایا: "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝" (القيامة:۱۶،۱۷)

ترجمہ: " آپ قرآن پاک کو جلدی یاد کرنے کے خیال سے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے (کیونکہ) اس (قرآن) کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوانا ہم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے"۔

اسی طرح قرآن کریم صحابہ کرام کی بھی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا وہ اسے یاد کرنے اور حفظ کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں رہتے تھے اور جسے قرآن مجید جس قدر زیادہ یاد ہوتا تھا اسی لحاظ سے ان میں اس کا مقام ومرتبہ ہوتا تھا؛ حتی کہ بعض عورتوں نے اپنے شوہروں سے محض اس لیے کوئی مہر طلب نہیں فرمایا کہ وہ انھیں قرآن کریم کی کوئی سورۃ یاد دلادے وہ لوگ راتوں میں اٹھکر نمازوں میں تلاوتِ قرآن کی لذت کو نیند کی لذت پر ترجیح دیتے تھے؛ اگر رات کی تاریکی میں کسی کا گزر ان کے گھروں پر سے ہوتا تھا تو تلاوتِ قرآن پاک کی وجہ سے شہد کی مکھی کی طرح بھن بھناہٹ کی آواز اسے سنائی دیتی تھی، قرآنِ پاک کے ساتھ انہی توجہات کا نتیجہ تھا کہ ایک بڑی جماعت حفاظِ کرام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں منظر عام پر آگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حفظِ قرآن پاک مکمل کرنے والوں کی تعداد کافی تھی؛ حتی کہ بئر معونہ کا واقعہ ۴ھ میں پیش آیا اس میں ۷۰/قراء کی جماعت شہید ہوئی۔

(مناہل العرفان:۱۷۳،۱۷۴)

اس کے علاوہ دورِصدیقی میں جنگِ یمامہ کے موقع پر بھی ۷۰ /قراء شہید کئے گئے اور ایک قول کے مطابق ۷۰۰ /قراء شہید کئے گئے۔(تفسیر قرطبی:۱/ ۳۷۔عمدۃ القاری:۱۳/ ۵۳۳)

نزول قرآن کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ کتابتِ قرآن سے زیادہ حفظِ قرآن پر تھی اس لیے کہ اس زمانہ میں لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی، کتابت کے وسائل مہیا نہ تھے، کتابوں کو شائع کرنے کے لیے پریس وغیرہ کے ذرائع موجود نہ تھے، اس کے علاوہ قرآن کریم ایک ہی دفعہ پورا کا پورا نازل نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی مختلف آیات اور سورتیں ضرورت اور حالات کی مناسبت سے نازل کی جاتی رہی ہیں، اس لیے عہدِ رسالت میں یہ ممکن نہ تھا کہ شروع ہی سے اسے کتابی شکل میں لکھ کر محفوظ کرلیا جائے، سیدنا عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اس کام کو مکمل کرلیا گیا۔(مضمون: حفاظت قرآن)

حفظ قرآن کا حکم

قرآن پاک حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور صحابہ وتابعین اور علمائے دین متین کا معمول رہا ہے، مختلف بستیوں میں اتنے حافظ ضرور ہونے چاہیے جن سے قرآن کریم کا تواتر قائم رہے اور کوئی بے دین قرآن میں تبدیلی نہ کرسکے، لہٰذا اگر حفظ قرآن چھوڑ دیں تو سب گنہگار رہیں اور اگر اتنے لوگ حفظ کرلیں سب کا فرض ادا ہوگیا، علم قرآن کا بھی یہ ہی حال ہے اور بقدر جواز نماز قرآن حفظ کرنا فرض عین ہے جیسے بقدر ضرورت مسائل یاد کرنا سیکھنا فرض عین ہے اور پورا عالم دین بننا فرض کفایہ۔

حفظ قرآن: قرآن مجید کا اعجاز

قرآن پاک وہ واحد اور ممتاز کتاب ہے کہ جس کے حافظ (زبانی پڑھنے والے) پوری دنیا میں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، جن کو اس کلامِ مقدس کا حرف بہ حرف پوری طرح یاد ہے، اس کے برعکس دنیا کی اور کسی کتاب حتی کہ بقیہ آسمانی کتابوں بہ شمول تورات، زبور اور انجیل کا دنیا میں کوئی حافظ نہیں ہے اور یہ قرآن مجید کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کے لاکھوں کم سن اور نوعمر بچے اس لافانی ولازوال کتاب کے حافظ موجود ہیں، جن کو اس کلام الٰہی کا ایک ایک حرف مکمل زبانی یاد ہے۔

حفاظت قرآن کا ایک محیر العقول واقعہ

حال ہی میں روزنامہ اسلام میں حضرت مولانا زاہد الراشدی زید مجدہ کا ایک مضمون ''حفاظت قرآن کا انتظام'' کے عنوان کے تحت شائع ہوا، جس میں انہوں نے فرمایا کہ چند نوجوانوں نے ان سے ملاقات کر کے اس بات پر پریشانی کا اظہار کیا کہ مختلف غیر مسلم گروپوں نے قرآن کے حوالے سے انٹرنیٹ پر ویب سائٹس بنا رکھی ہیں، جن پر وہ قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کے ساتھ ملتی جلتی سورتیں اور آیات اپنی طرف سے گھڑ کر قرآنی آیات اور سورتوں کے ساتھ خلط ملط کر رہے ہیں، جس سے ایک ناواقف شخص الجھن اور دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے، مولانا نے اس کے جواب میں انھیں تسلی دی اور فرمایا کہ ایسے بیسیوں گروپ بھی وجود میں آ جائیں تو ان شاء اللہ قرآن کریم کی صحت وحفاظت میں سر مو فرق نہیں آئے گا اور ان ابلیسی ہتھکنڈوں کے توڑ کے لیے دس بارہ سال کا ایک حافظ قرآن مسلمان بچہ ہی کافی ہے، جو چند گھنٹوں میں پورے قرآن کریم کی چھانٹی کر کے بتا دے گا کہ یہ سورۃ صحیح ہے، یہ جعلی ہے، یہ آیت درست ہے یہ جعلی ہے، اس آیت میں یہ لفظ صحیح ہے، یہ جعلی ہے، حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کی حفاظت کا ایسا تکوینی انتظام فرمایا ہے کہ کوئی جدید سے جدید ترین سائنسی ایجاد، شیطانی حربہ یا سازش قرآن کریم کے کسی لفظ، حرف، زبر، زیر، پیش میں ردوبدل نہیں کر سکتی، یہ دور انٹرنیٹ کا دور ہے، جب انگریز شروع شروع میں برصغیر میں آئے تو زیادہ تر قرآن کریم کے قلمی نسخوں کا رواج تھا، اس وقت انہوں نے سوچا کہ اگر ہم تمام قلمی نسخے مسلمانوں سے خرید کر تلف کر دیں اور تحریف شدہ نسخے پھیلا دیں تو مسلمانوں کا حفاظت قرآن کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے گا، اس مقصد کے لیے انھوں نے عام قیمت سے کئی گنا زیادہ قیمت پر قرآن کریم کے نسخوں کو خریدنا شروع کر دیا۔

سادہ لوح مسلمان پادریوں کے ہاتھوں دھڑا دھڑ قرآن کریم فروخت کرنے لگے، اس زمانے کے ایک عالم دین مولانا باقر علی صاحب نے پادریوں کو کہا کہ قرآن کریم کے نسخوں کو تلف کرنا تمھاری مطلب براری نہیں کر سکتا، یہ فرما کر ایک دس سالہ بچے کو بلوایا اور مختلف مقامات سے قرآن کریم زبانی پڑھوایا، پھر آٹھ سال کے بچے سے سنوایا اور آخر میں ایک سات سالہ حافظ قرآن بچے کو پیش کیا۔ اس وقت پادریوں کو اپنی حماقت کا احساس ہوا اور انھوں نے قرآن کریم کے نسخے تلف کرنے کا بے ہودہ مشغلہ ترک کر دیا، بے شک حق تعالیٰ شانہ اس پر قادر ہے کہ جس طرح آسمان پر ستارے چمکتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کو چمکتے ہوئے الفاظ میں آسمان پر محفوظ فرما دیں، مگر حفاظت کے موجودہ نظام سے کمال قدرت کا زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں دشمنان اسلام کی کثرت کے باوجود اور ہر قسم کی سازشوں کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے محیر العقول طریق سے قرآن کریم کی حفاظت فرمائی، حفاظت قرآن کا ایک ایمان افروز واقعہ حافظ لدھیانوی مرحوم نے تحریر فرمایا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کو لاکھوں زندہ انسانوں کے سینوں میں اس طرح محفوظ فرما دیا ہے کہ وہ اپنے وجود و بقا میں ظاہری اسباب کتابت وطباعت وغیرہ سے کوسوں بالاتر ہے، حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ میں اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں ہم سفر تھے، شعر و شاعری ہوتی رہی، شاعری سے بات حفظ قرآن کریم پر شروع ہوئی تو شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ ''آپ نے قرآن کریم کس سے حفظ کیا؟'' میں نے عرض کیا ''اپنے

والدمحترم سے'' شاہ صاحب نے پھر پوچھا''اور آپ کے والدمحترم نے؟'' عرض کیا کہ'' حافظ قاسم صاحب'' حافظ محمد قاسم صاحب کا نام سن کر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ'' حافظ محمد قاسم صاحب جیسے جید حفاظ تاریخ میں خال خال پیدا ہوئے ہیں'' اس پر حافظ لدھیانوی جو اپنے والد مرحوم سے حافظ محمد قاسم صاحب کے بہت سے کمالات سن چکے تھے، شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ'' میرے والد مرحوم بتایا کرتے تھے کہ میرے استادگرامی کو تمام عمر قرآن پاک کی تلاوت میں کبھی غلطی نہیں لگی اور نہ ہی تمام عمر انھوں نے کلام پاک کے کسی لفظ کو لوٹا کر پڑھا، حافظ صاحب رمضان المبارک میں لدھیانہ سے امرتسر تشریف لے جاتے اور وہیں تراویح پڑھاتے، بیسیوں حفاظ مختلف شہروں سے ان کے کلام پاک کی سماعت کے لیے آتے، مگر کبھی کسی حافظ نے حافظ محمد قاسم صاحب کو لقمہ نہیں دیا۔

یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ایک گھنٹے میں ایک سیپارہ پڑھیں یا پانچ سیپاروں کی تلاوت کریں، حسن اور صحت حروف میں فرق نہیں آتا تھا، حفاظ جانتے تھے کہ معمولی یادداشت کا حافظ کم رفتار سے نہیں پڑھ سکتا، اگر پڑھے گا تو بے شمار غلطیاں کرے گا'' یہ سن کر حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ'' لدھیانہ میں ایک بزرگ اور خدارسیدہ شخص خواجہ احمد شاہ ہوا کرتے تھے، انھوں نے ایک مرتبہ قرآن کریم کی کتابت کرائی، کتابت مکمل ہونے کے بعد تصحیح کا مسئلہ تھا۔

خواجہ صاحب کتابت شدہ قرآن کریم رئیس احرار مولانا حبیب الرحمن صاحب کے والد مولانا زکریا مرحوم کے پاس لائے، مولانا نے چھ ماہ میں قرآن کریم حفظ کیا تھا اور ان کا شمار جید حفاظ میں ہوتا تھا، خواجہ صاحب نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو مولانا فرمانے لگے کہ'' اس کام کے لیے سارے ہندوستان میں ایک ہی حافظ ہیں اور وہ حافظ محمد قاسم ہیں، میں یہ کلام پاک ان کو سناؤں گا، اس کے بعد غلطی کا امکان نہیں رہے گا'' چنانچہ مولانا زکریا حافظ صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ'' میں کلام پاک پڑھتا جاتا ہوں، آپ سنتے جائیں، تاکہ اشاعت سے پہلے کتابت کی کوئی غلطی نہ رہے۔'' حافظ صاحب نے فرمایا کہ'' کیا اس طرح قرآن کریم درست ہو جائے گا؟'' مولانا نے عرض کیا کہ آپ نابینا ہیں، اس کے علاوہ کوئی طریقہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔'' حافظ صاحب مسکرائے اور فرمایا ''اور طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ آپ کلام پاک دیکھتے جائیں، میں اعراب (زیر، زبر، پیش) بولتا جاتا ہوں'' اور بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس تک صرف اعراب بولتے گئے، کوئی لفظ نہیں بولا، شاہ جی نے فرمایا کہ واقعہ سننے کے بعد مجھے یقین نہ آیا، میں مولانا زکریا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے اس محیر العقول واقعہ کی حرف بحرف تصدیق کی اور شہادت دی کہ یہ واقعہ میرے ساتھ گزرا ہے، واقعی حافظ محمد قاسم صاحب کو قرآن کریم ایسا یاد تھا، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

شاہ جی نے فرمایا میں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا، مگر ایسا واقعہ نہ سنا نہ پڑھا، ایسے حفاظ قرآن کریم کا کیا کہنا جن کے قرآن کریم سے عشق کا یہ عالم ہو کہ قرآن کریم ان کے سانسوں کی مہک، روح کی غذا، زندگی کا جزو، آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن جائے اور جسم کے ریشے ریشے اور رگ رگ میں قرآن کریم کے انوار جاری وساری ہو جائیں، اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام سے محبت اور اس کی اطاعت کی دولت سے ہمیں بھی سرفراز فرمائیں۔ (حفاظت قرآن کا انتظام، روزنامہ اسلام)

حفاظ اور حفظ قرآن کے فضائل

حفظ قرآن کے فضائل حصر و شمار سے باہر ہیں، ترغیب کے لیے یہاں چند فضائل درج ذیل ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن والا قیامت کے روز آئے گا اور قرآن عرض کرے گا: اے میرے رب! عزوجل اسے خلعت عطا فرما، تو اس شخص کو کرامت کا تاج پہنایا جائے گا، قرآن پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! عزوجل اور زیادہ کر، تو اسے بزرگی کا حلہ پہنایا جائے گا، پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! عزوجل اس سے راضی ہوجا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا۔ پھر اس شخص سے کہا جائے گا پڑھتے رہو اور (جنت کے درجات) چڑھتے جاؤ، اور ہر آیت پر ایک نیکی زیادہ کی جائے گی۔ (ترمذی: ۲۹۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صاحب قرآن کو حکم ہوگا کہ پڑھتے رہو اور (جنت کے درجات) چڑھتے جاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسے تم اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ تمہارا مقام اس آخری آیت کے نزدیک ہے جسے تم پڑھو گے۔ (ترمذی: ۲۹۲۳)

اس حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اس کا جنت میں بلند ہوتا جائے گا اور جس کے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اسی قدر درجے اسے ملیں گے، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے کہ جنت کے درجات اوپر تلے ہیں جس قدر درجے کی بلندی، اسی قدر ترقی ان شاء اللہ، اس دن تلاوت قرآن مؤمن کے لیے پروں کا کام دے گی، یا اس سے مراتب قرب الٰہی میں ترقی کرنا مراد ہے یعنی تلاوت کرتا جا اور مجھ سے قریب تر ہوتا جا، جہاں تیرا پڑھنا ختم وہاں تیرا چڑھنا ختم، وہاں اسی قدر تلاوت کر سکے گا جس قدر تلاوت دنیا میں کرتا تھا اور جس طرح آہستہ یا جلدی یہاں تلاوت کرتا تھا اسی طرح وہاں کرے گا، اس سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنت کے بے شمار درجے ہیں اور ہر آیت پر ایک درجہ ملتا ہے، اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان (مرقات) دوسرے یہ کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی سوائے تلاوت قرآن کے، مگر یہ تلاوت لذت اور ترقی درجات کے لیے ہوگی جیسے فرشتوں کی تسبیح، تیسرے یہ کہ دنیا میں تلاوت قرآن کریم کا عادی بعد موت ان شاء اللہ حافظ قرآن ہوجائے گا، ورنہ یہ شخص وہاں بغیر قرآن دیکھے سارا قرآن کیسے پڑھتا، چوتھے یہ کہ بغیر ترجمہ سمجھے بھی تلاوت بہت مفید ہے کہ یہاں تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ حافظ قرآن اگر رات کو تلاوت کرے تو اس کی مثال اس توشہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو رات کو سو رہے

اور قرآن اس کے سینے میں ہو تو اس کی مثال اس توشہ دان کی مانند ہے جس میں مشک ہے اور اس کا منہ باندھ دیا جائے۔
(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضل من تعلّم القرآن وعلمہ، ۱/۱۴۱، الحدیث: ۲۱۷)

حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے (عزت وعظمت کے ساتھ بارگاہ الٰہی عزوجل میں) یوں بلائے جائیں گے کہ سورۂ بقرہ آل عمران آگے آگے ہوں گی گویا سفید بادل ہیں یا کالے شامیانے ہیں (اوپر سایہ کئے ہوے) جن کے درمیان کچھ فاصلہ ہوگا گویا وہ صف بستہ پرندوں کی دو ٹولیاں ہیں اپنے عاملوں کیطرف سے جھگڑتی ہوں گی (نازو انداز کے ساتھ اپنے قاری عاملین وعالمین کو بخشوانے کے لیے)۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: جسے قرآن مجید میرے دوسرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے روک دے اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ (ترمذی) یعنی جو حافظ یا قاری قرآن مجید یا تجوید یاد کرنے میں اور عالم دین قرآن کریم سے مسائل مستنبط کرنے میں اتنا مشغول رہے کہ اسے دیگر وظیفے دعاؤں کا وقت ہی نہ ملے، اسی طرح جو معلم تعلیم علوم قرآن کی مشغولیت کی وجہ سے درود وظیفے دعائیں نہ کر سکے تو اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قرآن پڑھے پھر اسے یاد رکھے اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لیے دوزخ ضروری ہو چکی تھی۔ (ترمذی) اس میں حافظ وعالم باعمل دونوں داخل ہیں، ایسے باعمل عامل کو قرآن پاک سے دو عظیم الشان فائدے حاصل ہوں گے: ایک یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کیا جائے گا، دوسرے یہ کہ اس کے اہلِ قرابت میں سے دس دوزخی مسلمانوں کو اس کی شفاعت سے بخشا جائے گا، معلوم ہوا کہ شفاعت بلندی درجات ہی کی نہ ہوگی بلکہ معافی سیٔات کی بھی ہوگی اور علماء، حافظ، شہدا، وغیرہم کی شفاعت برحق ہے۔

حامل القرآن حامل راية الإسلام ومن اكرمه فقد اكرم الله ومن اهانه عليه لعنة الله۔

(کنز العمال: ۲۲۹۴) حافظ قرآن اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہے اور جس شخص نے اس کی تعظیم کی یقینا اس نے اللہ تعالیٰ۔ کی تعظیم کی اور جس نے اس کی توہین کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْآنِ اَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهٗ۔ (سنن ابن ماجه: ۲۱۱)

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ قرآن والے اللہ کے عزیز اور اس کے خاص بندے ہیں۔

یہ قرآن مجید حفظ کرنے کے فضائل ہیں لہٰذا جس مسلمان سے بن پڑے وہ قرآن مجید حفظ کرکے ان فضائل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور جنہوں نے قرآن مجید حفظ کرلیا ہے انہیں چاہئے کہ اسے روزانہ یاد کرتے رہیں تاکہ حفظ بھول نہ جائے۔

حفظ کرکے بھول جانے پر وعید

قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ہر مسلمان کو ضرور یاد کرنا اور یاد رکھنا چاہیے تاکہ وہ نمازوں میں اور قیام اللیل (نماز تہجد) میں پڑھ سکے، قرآن مجید کے یادشدہ حصوں کی یہ حفاظت اس لیے ضروری ہے کہ نسیان پر جو سخت وعید ہے، انسان اس سے بچ جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب استذکار القرآن وتعاھدہ: ۵۰۳۱)

صاحب قرآن کی مثال (قرآن کے یادرکھنے میں) اونٹوں والے کی سی ہے جو رسی سے بندھے ہوئے ہوں اگر وہ اونٹوں کی حفاظت و نگرانی کرے (اور انھیں باندھ کر رکھے) تو وہ ان کی حفاظت میں کامیاب رہے گا اور اگر وہ رسی سے باندھے بغیر ان کو چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: تَعَاهَدُوا الْقُرآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّياً مِّنَ الأَبِلِ فِي عُقُلِهَا۔ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب استذکار القرآن وتعاھدہ: ۵۰۳۳)

قرآن کی حفاظت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن (سینوں سے) اس طرح تیزی سے نکل جاتا ہے کہ اتنی تیزی سے اونٹ بھی رسیاں تڑا کر نہیں بھاگتے۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ پابندی سے قرآن کی تلاوت نہایت ضروری ہے تاکہ یادشدہ حصے یاد رہیں، علاوہ ازیں پابندی سے قرآن پڑھنے کی صورت میں غیر حافظ بھی قرآن روانی سے پڑھ لیتا ہے ورنہ کبھی کبھی پڑھنے والے کے لہجے میں روانی اور

سلاست نہیں آتی، اس لیے پابندی سے قرآن کی تلاوت حافظ اور غیر حافظ دونوں کے لیے یکساں مفید اور ضروری ہے۔

قرآن مجید کیسے حفظ کیا جائے؟

قرآن مجید حفظ کرنا ایک مقدس عمل ہے اسی لیے علماء کرام نے حفظ قرآن کے لیے چند اصول وضابطے بیان کیے ہیں اگر حفظ قرآن کا طالب ان اصول وضابطے کو اپنا لے تو وہ قرآن اور حامل قرآن کے لقب سے ملقب ہو سکتا ہے، یہ اصول وضابطے حقیقت میں چند بڑے حفاظ کے تجربوں کا خلاصہ ہے جو ذیل میں درج ہیں:

قرآن حفظ کرنے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ کے لیے کیجیے کہ حفظ قرآن سے میرا مالک ومولی خوش ہو جائے کیونکہ جس نے ریاکاری اور شہرت کے لئے قرآن حفظ کیا وہ گنہگار ہے ایسے ایسے شخص کو سخت عذاب کی دھمکی سنائی گئی ہے اور ایسا شخص اجر وثواب سے محروم رہے گا۔

حفظ قرآن سے پہلے اپنا عزم پختہ کیجیے۔

گناہ اور معصیت کے کاموں سے مکمل اجتناب کیجیے اس سے اللہ کی تائید ونصرت شامل حال رہے گی۔

حفظ قرآن کے لیے ایک ہی طباعت والا مصحف (قرآن مجید) استعمال کیا جائے تاکہ حفظ کرنے والے کے ذہن میں صفحہ کا پورا نقشہ محفوظ رہے۔

حفظ کے لیے ایسے استاد کا انتخاب کیا جائے جس کی اپنی منزل پختہ ہو۔

حفظ قرآن کے لیے اوقات مقرر کیے جائیں پھر ان اوقات میں حفظ قرآن کا اہتمام کیا جائے، حفظ قرآن کے لیے فجر سے پہلے کا وقت یا فجر کے فورا بعد کا وقت اور مغرب کے بعد کا وقت اختیار کیا جائے کیونکہ یہ وقت حفظ قرآن کے لئے انتہائی مناسب ہے اس لیے کہ اس وقت سکوں کا سماں رہتا ہے۔

حفظ قرآن کے لیے ضروری ہے کہ اپنی قرأت اور حروف کے مخارج درست کیے جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی قاری قرآن یا ماہر حافظ سے براہ راست استفادہ کیا جائے۔

حفظ قرآن کے لیے ضروری ہے کہ طالب علموں کے لیے انعام بھی رکھا جائے کہ جو طالب علم جتنا جلدی حفظ کرے گا اسے اتنا اور اتنا انعام ملے گا۔

حفظ کے لیے طالب علموں پر تشدد نہ کیا جائے۔

عمر کے ابتدائی مرحلے میں قرآن حفظ کیا جائے جس کے لیے مناسب وقت سات سال سے پندرہ سال ہے کیونکہ اس عمر میں سہولت وآسانی کے ساتھ معلومات ومحفوظات ذہن قبول کر لیتی ہے، اس لیے اکثر صحابہ جو قاری قرآن مشہور ہوئے انہوں نے اپنے بچپنے میں قرآن حفظ کر لیا تھا وہ خود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میری عمر دس سال تھی اور میں قرآن حفظ کر چکا تھا۔

حسب استطاعت روزانہ سبق لیا جائے اور استاد کو سنایا جائے پختہ یاد نہ رہنے کی صورت میں وہی سبق پھر دوبارہ یاد کر لیا جائے۔

حفظ شدہ سورتیں یا آیات بار بار دوہرائی جائیں ایسا کرنے سے اچھی طرح حفظ ہو جائے گا۔

قرآن حفظ کر لینے کے بعد روزانہ ایک پارہ یا آدھا پارہ سنایا جائے تا کہ قرآن نہ بھولے۔ (مضمون: قرآن مجید کیسے حفظ کیا جائے؟)

اللہ رب العزت قرآن مجید کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال فرمائے، آمین یارب العلمین۔

أقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم ولسائر المسلمين، فاستغفروه إنه هو الغفور الرحيم۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہو جائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔